

## اچھے دن

سننے میں آیا کہ عروس البلاد کی تقدیر بدل گئی ہے۔ دن پہلے جیسے نہیں رہے۔ امن، چین، سکھ، شانتی کا دور دورہ ہے۔ فکر فاقہ ختم ہو گیا ہے۔



پیدائہ صدیوں، قرون کا سفر کرتا، فاصلے چاٹتا، دنیا میں پھلانگتا، ایک نگر سے دوسرے نگر گھومتے سوچتا تھا۔ شام ہو رہی ہے کیوں نہ شہر کی سیر کو نکلوں اور خود اپنی آنکھوں سے اس بدلی ہوئی صورت حال کا جائزہ لوں۔ کیا خبر واقعی اچھے دن آچکے ہوں۔

وہ ڈیفنس کی ایک کشادہ سڑک خیابان مجاہد سے سمندر کو جانے والی سڑک پہ ہولیا کہ سمندر اور فتائی بالا آخر ہر ذی روح کی منزل تھے۔ ایک کے بعد ایک کوٹھی آتی اور پیدائہ اس کے سامنے سے سیٹی بجاتا ہر فکر کو دھوئیں میں اڑاتا چلا گیا۔ یکدم اسے احساس ہوا کہ پوری سڑک پہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا نفس موجود نہیں ہے۔ یہ سب لوگ کہاں چلے گئے ہیں؟ اتنی دیرانی کیوں ہے؟ شہر کی آبادی کو کون سی بلا کھا گئی ہے؟

پل بھر کو وہ ٹھٹکا، گھروں کے اندر سے آنے والی روشنیاں بتا رہی تھیں کہ مکین اندر موجود ہیں مگر گھر کے باہر کے ماحول میں سراسیمگی اور ایک غیر مری سا احساس خوفزدہ کئے دے رہا تھا۔ اسے لگا وہ کسی سائنس فکشن فلم یا انتظار حسین کے افسانے کا کردار ہے جو پوری بہستی میں اکیلا رہ گیا ہے۔ وہ سوچنے لگا یہ محلوں میں رہنے والے کیا اب سمندر کے رخساروں کو چھو کر آنے والی ہوا سے ہم آغوش ہونے کی خواہش سے آزاد ہو چکے ہیں؟

سنان سڑک پہ ہو کا عالم تھا۔ نہ کوئی آدم نہ آدم زاد اور نہ کوئی نظارہ دل نشیں۔ اس نے دیکھا شام اتر رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نیلی نیلی وردیوں والے بندوق بردار محافظ۔ ایک بڑی سی نیلی دین ہر ایک کوٹھی کے آگے رکتی، اپنا کارندہ اتارتی اور چل دیتی۔ وہ پیادے کو دیکھ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے اور طنزیہ انداز میں مسکراتے جیسے کہہ رہے ہوں۔ ”یہ کون پاگل ہے آج کے زمانے میں جو اکیلا سڑک پہ چل رہا ہے۔“ پیادے پہ اچانک یہ راز کھلا کہ اب اس شہر میں صرف

خوف کا بسیرا ہے۔ بہتی میں بس یہی رہتا ہے۔ وہ ڈھلتے سورج کے نارنجی تھال کی طرف سرپٹ بھاگنے لگا۔ سمندر نے شور مچا کر اپنی آغوش وا کر دی۔ بگلے چیخ چیخ کر کہنے لگے۔ ”مور کھ یہ شہر ہول ہے۔ جہاں شہری محبوس اور تحفظ عنقا ہے۔ لوٹ جا ان ایام کی طرف جہاں سے گزر کر تو یہاں تک پہنچا ہے۔ اب انسان خوف کے اسیر ہیں۔ انہیں سانس نہیں آتا ہے۔“

پیادہ تھک کر سمندر کنارے بنی فصیل پہ بیٹھ گیا اور سوچنے لگا یہ کیسا شہر ہے جہاں چور خود مختار اور عوام بے اختیار ہیں۔ دولت مند کی دولت کی رکھوالی کو بینک لا کر پھن پھیلانے بیٹھے ہیں۔ پھرے کے بغیر کوئی چین کی نیند سو نہیں سکتا۔ اس نے آج کا تازہ اخبار کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ خبر تھی کہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے۔ ٹیلی کام کے شعبے میں اتنی زیادہ پیش رفت ہوئی ہے کہ اب ہر شہری کے پاس موبائل فون آ گیا ہے۔ فراوانی کا سہانا موسم ہے۔ پٹرول ذرا مہنگا ہے مگر کچھ پاگل لوگ اسے اپنے اوپر انڈیل کر ضائع کر دیتے ہیں۔ شاید اس لیے کہ ماچس اب بھی سستی ہے۔ آگے اخبار میں راوی چین ہی چین لکھتا تھا۔

